Lesson 10: Al-An'aam (Ayaat 151 - 165): Day 38 سُوْرَةُ الأنعَام کی تفسیر

جبکہ قیامت کے دِن یہ ہو گا کہ؛

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ۚ وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجۡزٰٓى اِلَّا مِثۡلَهَا وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾

اور جو کوئی (خدا کے حضور) نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسے سزا ویسے ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۶۰)

عدل کا تقاضا تو یہی تھا کہ سب کچھ برابر ہوتا۔ لیکن ہم نے پیچھے بھی یہی پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ یعنی نیکی ایک کرو گے تو دس ملیں گی۔ اور گناہ ایک ہو گا تو وہ ایک ہی گنا جائے گا۔ انسان اگر اس چیز کو سمجھ لے تو نیکی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔ کیونکہ ایک نیکی ہاتھ سے جانے کا مطلب دس نیکیوں کا نقصان ہو گا۔

احادیثِ رسولؐ سے اس بات کی مزید سمجھ آتی ہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے نیکی کرنے والے کو دس گنا ثواب ہے اور پھر بھی میں زیادہ کر دیتا ہوں اور برائی کرنے والے کو اکہرا عذاب ہے اور میں معاف بھی کر دیتا ہوں زمین بھر تک جو شخص خطائیں لے آئے اگر اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا تو میں اتنی ہی رحمت سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو میری طرف بالشت بھر آئے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور جو ہاتھ بھر آئے میں

اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں اور جو میری طرف چلتا ہوا آئے میں اس کی طرف دوڑتا ہوا جاتا ہوں (صحیح مسلم:2687)۔

ایک اور حدیث میں ہے تمہارا رب عزوجل بہت بڑا رحیم ہے نیکی کے صرف قصد پر نیکی کے کرنے کا ثواب عطا فرما دیتا ہے اور ایک نیکی کے کرنے پر دس سے ساٹھ تک بڑھا دیتا ہے اور بھی بہت زیادہ اور بہت زیادہ اور اگر برائی کا قصد ہوا پھر نہ کر سکا تو بھی نیکی ملتی ہے اور اگر اس برائی کو کر گزرا تو ایک برائی ہی لکھی جاتی ہے اور بہت ممکن ہے کہ اللہ معاف ہی فرما دے اور بالکل ہی مٹا دے سچ تو یہ ہے کہ ہلاکت والے ہی اللہ کے ہاں ہلاک ہوتے ہیں ۔ (صحیح بخاری:6491۔ مسلم اور نسائی۔)

یعنی نیکی کے ارادے سے ہی نیکیاں ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔ گناہ جب تک کریں نہیں تو نہیں لکھا جاتا اور اگر کوئی گناہ کا ارادہ کرتا ہے لیکن گناہ کرتا نہیں تو پھر بھی ایک نیکی کہ گناہ سے باز آ گیا۔

اگر گناہ کا ارادہ کر لیا اور پھر کر بھی لیا تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔

ایک اور روایت کا خلاصہ ہے کہ اللہ کی اتنی رحمت کے باوجود تو صرف وہی شخص جہنم میں جائے گا جس نے نافرمانی کا ارادہ کر لیا اور گناہ کرتا رہا۔

اس کے علاوہ اللہ کسی کو جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ ایک اور روایت کا خلاصہ ہے کہ جس کی اکائیاں اُس کی دہائیوں پر غالب ہو گئیں وہ برباد ہو گیا۔ یعنی گناہ ایک ایک کر کے کرتا رہا۔ اور نیکیاں ایک کی دس برابر تھیں لیکن پھر بھی گناہ زیادہ ہو گئے۔

ایک اور حدیث کا خلاصہ ہے کہ برائی کا ارادہ کر کے پھر اسے چھوڑ دینے والے کو بھی نیکی ملتی ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ کے ڈر سے چھوڑ دے ۔ یہ نہیں کہ ڈاکٹر نے شراب سے منع کیا تو چھوڑ دی۔ اللہ کے ڈر سے برائی کو چھوڑے۔ دوسری صورت چھوڑ دینے کی یہ ہے کہ اسے یاد ہی نہ آئے بھول بسر جائے تو اسے نہ ثواب ہے نہ عذاب کیونکہ اس نے اللہ سے ڈر کر نیک نیتی سے اسے ترک نہیں کیا اور اگر بد نیتی سے اس نے کوشش بھی کی اسے پوری طرح کرنا بھی چاہا لیکن عاجز ہو گیا کر نہ سکا موقعہ ہی نہ ملا اسباب ہی نہ بنے تھک کر بیٹھ گیا تو ایسے شخص کو اس برائی کے کرنے کے برابر ہی گناہ ہوتا ہے۔ یعنی ارادہ کیا کہ غلط فلم دیکھوں گا لیکن پھر ڈی وی ڈی ہی نہ چلا پھر ایک گناہ ہو گا۔ یعنی اپنی طرف سے گناہ کی پوری کوشش کی تھی۔

چنانچہ حدیث میں ہے جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے سے جنگ کریں تو جو مار ڈالے اور جو مار ڈالا جائے دونوں جہنمی ہیں لوگوں نے کہا مار ڈالنے والا تو خیر لیکن جو مارا گیا وہ جہنم میں کیوں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس لیے کہ وہ بھی دوسرے کو مار ڈالنے کا آرزومند تھا ۔ (صحیح بخاری: 31) یعنی ارادوں پر بھی پکڑ ہو گی۔

اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نیکی کے محض ارادے پر نیکی لکھ لی جاتی ہے اور عمل میں لانے کے بعد دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں برائی کے محض ارادے کو لکھا نہیں جاتا اگر عمل کر لے تو ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے اور اگر چھوڑ دے تو نیکی لکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نے گناہ کے کام کو میرے خوف سے ترک کر دیا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگوں کی چار قسمیں ہیں اور اعمال کی چھ قسمیں ہیں۔

1. بعض لوگ تو وہ ہیں جنہیں دنیا اور آخرت میں وسعت اور کشادگی دی جاتی ہے
2. بعض وہ ہیں جن پر دنیا میں کشادگی ہوتی ہے اور آخرت میں تنگی
3. بعض وہ ہیں جن پر دنیا میں تنگی رہتی ہے اور آخرت میں انہیں کشادگی ملے گی۔
4. بعض وہ ہیں جو دونوں جہان میں بدبخت رہتے ہیں یہاں بھی وہاں بھی بے آبرو۔

اعمال کی چھ قسمیں یہ ہیں؛

1) دو قسمیں تو ثواب واجب کر دینے والی ہیں ایک برابر کا، ایک دس گنا اور ایک سات سو گنا۔
2) واجب کر دینے والی دو چیزیں وہ ہیں جو شخص اسلام و ایمان پر مرے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو اس کیلئے جنت واجب ہے
3) اور جو کفر پر مرے اس کیلئے جہنم واجب ہے
4) اور جو نیکی کا ارادہ کرے گو کہ نہ ہو اسے ایک نیکی ملتی ہے اس لیے کہ اللہ جانتا ہے کہ اس کے دل نے اسے سمجھا اس کی حرص کی
5) اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے اس کے ذمہ گناہ نہیں لکھا جاتا اور جو کر گذرے اسے ایک ہی گناہ ہوتا ہے اور وہ بڑھتا نہیں ہے
6) اور جو نیکی کا کام کرے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرے اسے سات سو گنا ملتا ہے ۔ (ترمذی۔ سنن نسائی:3186، قال الشیخ الألباني: صحیح)۔

نیکیوں کے معاملے میں بہت کوشش کریں۔ کوئی نیکی ضائع نہ ہونے دیں۔

اپنے گھر کے مردوں کو یہ والی حدیث سُنائیں۔ فرمان ہے کہ جمعہ میں آنے والے لوگ تین طرح کے ہیں ایک وہ جو وہاں لغو کرتا ہے (بیٹھ کر بھی موبائل فون پر مصروف رہا)۔ اس کے حصے میں تو وہی لغو ہے، ایک دعا کرتا ہے اسے اگر اللہ چاہے دے چاہے نہ دے- تیسرا وہ شخص ہے جو سکوت اور خاموشی کے ساتھ خطبے میں بیٹھتا ہے کسی مسلمان کی گردن پھلانگ کر مسجد میں آگے نہیں بڑھتا نہ کسی کو ایذاء (تکلیف نہیں) دیتا ہے اس کا جمعہ اگلے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے بلکہ اور تین دن تک کے گناہوں کا بھی اس لیے کہ وعدہ الٰہی میں ہے آیت «مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا» (6-الأنعام:160) جو نیکی کرے اسے دس گنا اجر ملتا ہے ۔ (سنن ابوداود:1113)

جمعہ ٹھیک طرح سے پڑھنے والے کے ویک اینڈ تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

طبرانی میں ہے جمعہ جمعہ تک بلکہ اور تین دن تک کفارہ ہے اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے نیکی کرنے والے کو اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے- (طبرانی کبیر:3459)

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھے اسے سال بھر کے روزوں کا یعنی تمام عمر سارا زمانہ روزے سے رہنے کا ثواب دس روزوں کا ملتا ہے ۔ (سنن ترمذي:762)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ " اس آیت میں بِالْحَسَنَةِ سے مراد کلمہ توحید ہے اور بِالسَّيِّئَةِ سے مراد شرک ہے"۔

اللہ سے دُعا ہے کہ اللہ ہمیں توحید پر قائم رکھے۔ آمین

قُلۡ اِنَّنِیۡ هَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۚ دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ۚ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۶۱﴾

کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے (یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیم کا جو ایک (خدا) ہی کی طرف کے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۱۶۱)

سورۃ کے آخر میں اللہ کے نبیؐ سے فرمایا جارہا ہے کہ آپؐ اِن کو بتادیں کہ میں بالکل ٹھیک دین پر جارہا ہوں۔ وہ بھی شرک سے بیزار تھے۔ میں بھی اللہ کا فرمانبردار ہوں۔ مکہ والے اپنے آپ کو ابراہیمؑ کے دین پر کہتے تھے لیکن شرک کرتے تھے۔

ہم سب کے لئے یہی حکم ہے کہ ہم اپنے آپ کو صراطِ مستقیم پر رکھیں۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾

(یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے (۱۶۲) جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں (۱۶۳)

یعنی آپؐ اِن کو بتادیں کہ میری ساری عبادت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ یہ سورت انسان کو اللہ کا بندہ بننا سکھاتی ہے۔ چار چیزوں کا تذکرہ ہے۔ صَلَاتِیۡ : صلاۃ۔ نماز یعنی عبادات۔

نُسُکِیۡ : ویسے تو اس کے معنی ہیں قربانی لیکن عبادت اور پرستش کے معنی میں بھی آتا ہے۔

عبادت اور اطاعت اللہ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہے۔ میری عبادات، میری قربانی، میرا مال ہر چیز اللہ کے لئے ہے۔

وَ مَحْيَايَ میری زندگی۔ میری زندگی کا آغاز۔ میری صبح کا آغاز

وَمَمَاتِيْ :اور میری موت۔ میرا انجام۔

صلاۃ میں بدنی عبادت ہیں۔ نُسُكِ میں مالی عبادات ہیں۔ وَ مَحْيَايَ کسی بھی کام کا آغاز۔وَمَمَاتِيْ اور کسی بھی کام کا انجام۔ گویا کہ بندہ اپنے آپ کو ہر کام کے لئے اس عقیدے پر لے آئے تو اُس کی زندگی کا ایک ایک منٹ عبادت بن جاتا ہے۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔۔۔۔ اسے جب اس کے رَبّ نے فرمایا تو تابعدار بن جا اس نے جواب دیا کہ میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوں۔۔ سورۃ البقرہ۔ آیت 130

یہی وہ توحید کی دعوت ہے جو تمام انبیاء نے دی۔ ابراہیمؑ کو رول ماڈل دکھایا جارہا ہے۔ کہ ہم سب انہی کی طرح اللہ کے فرمانبردار بن جائیں۔ آخری نبیؐ سے یہ کہا جارہا ہے کہ ان کو بتادیں کہ؛

'۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ 'اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں مجھے حکم دیا جارہا ہے کہ میں اللہ کا فرمانبردار رہوں۔

نبیوں کا کام آسان نہیں تھا۔ سارا معاشرہ اُن کے خلاف ہو جاتا تھا۔ وہ پھر بھی استقامت سے توحید پر جمے رہتے تھے۔ وہ دوسروں کے ساتھ ملنے کا انتظار نہیں کرتے تھے۔

ہمارے لئے بھی یہی حکم ہے کہ نیکی کا کام کر لیں۔

جب چار لوگوں سے مشورہ کرینگے تو ہر کوئی الگ بات کہے گا۔ لوگ ہمارے حوصلے توڑتے ہیں۔ اپنے آپ کو اللہ کی فرمانبردار بنالیں۔ جیسے ہی نیکی کا خیال آئے تو کر دیں۔

ابراہیمؑ کی اس لئے زیادہ قدر ہے کہ وہ اوّل مسلم تھے۔ ٹرینڈ سیٹر تھے۔ سب سے پہلے اللہ کے آگے سر جھکا دیا۔ اپنے دَور کے لوگوں میں پہلے مسلم تھے۔

سورۃ الانبیا آیت 25 :

»وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ « تجھ سے پہلے بھی جتنے رسول ہم نے بھیجے سب کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تم سب میری ہی عبادت کرو"۔

سورۃ البقرہ آیت 131؛

أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ میں رب العالمین کے آگے سر اطاعت خم کرتا ہوں (۱۳۱)

حضرت یوسف علیہ السلام کی آخری دعا میں ہے۔ " (یا اللہ تو نے مجھے ملک عطا فرمایا خواب کی تعبیر سکھائی آسمان و زمین کا ابتداء میں پیدا کرنے والا تو ہی ہے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا ولی ہے مجھے اسلام کی حالت میں فوت کرنا اور نیک کاروں میں ملا دینا" ۔ یوسف 101:

"موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا۔ میرے بھائیو اگر تم ایماندار ہو اگر تم مسلم ہو تو تمہیں اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے سب نے جواب دیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل رکھا ہے، اللہ! ہمیں ظالموں کے لیے فتنہ نہ بنا اور ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ ان کافروں سے بچالے" ۔ یونس 84-86

سورۃ مائدہ میں ہے؛ "ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت و نور ہے جس کے مطابق وہ انبیاء حکم کرتے ہیں جو مسلم ہیں یہودیوں کو بھی اور ربانیوں کو بھی اور احبار کو بھی" ۔ آیت 44

سورۃ مائدہ میں ہے؛ ؛میں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ سب نے کہا ہم نے ایمان قبول کیا ہمارے مسلمان ہونے پر تم گواہ رہو" ۔ آیت 111

یہ آیتیں صاف بتلا رہی ہیں کہ اللہ نے اپنے نبیوں کو اسلام کے ساتھ ہی بھیجا ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ اپنی اپنی مخصوص شریعتوں کے ساتھ مختص تھے احکام کا ادل بدل ہوتا رہتا تھا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے ساتھ پہلے کے کل دین منسوخ ہو گئے اور نہ منسوخ ہونے والا نہ بدلنے والا ہمیشہ رہنے والا دین اسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا جس پر ایک جماعت قیامت تک قائم رہے گی اور اس پاک دین کا جھنڈا ابد الآباد تک لہراتا رہے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت علاتی بھائی ہیں ہم سب کا دین ایک ہی ہے (صحیح بخاری:3443) ۔

ہم کیسے ان آیات پر عمل کریں؟ ایک ہی طریقہ ہے۔ اپنی زندگی کو سُنّتوں کے رنگ میں رنگ کر لیں۔ سُنّتِ رسولؐ کے مطابق زندگی گُزاریں۔ آپ کی زندگی کا ہر عمل نیکی بن جائے گا۔

ہمارا، اُٹھنا بیٹھنا، جینا مرنا اللہ کے لئے ہو جائے، اللہ کو وہ بندہ پسند آئے گا۔

اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کر دیں۔

لا الہٰ الا اللہ، لا مقصود الا اللہ ، لا مطلوب الا اللہ،

اور ہم سب یہی کہیں جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا ہے کہ؛

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی میں اسی لیے مسلمان، میں اسی لیے نمازی

حشر میں اللہ سب سے یہی کہہ دے کہ یہ میرا وہ بندہ ہے جو مجھے راضی کرنے میں لگا رہا۔

دین کو پھیلانے میں لگے رہیں۔ ہر وقت یہی کوشش کریں کہ ہم بھلائی اور خیر خواہی کے کام کریں۔

میری وجہ سے لوگ اللہ کے قریب آجائیں۔ اور میرا جسم، میرا ذہن، میری صلاحتیں، میری خوبیاں۔ میرا وقت، میرا مال سب کچھ اللہ کے لئے ہے۔ میرا سب کچھ اللہ کے دین کے کام آئے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾ کہو کیا میں خدا کے سوا اور پروردگار تلاش کروں اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کا جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا (١٦٤)

میرا ربّ تو صرف اللہ ہے۔ میں اُس کے سوا کسی اور کے آگے نہیں جھکوں گی۔ ہر کسی کو اپنا بوجھ خود ہی اُٹھانا پڑے گا۔ پھر اللہ تمہیں بتائے گا۔ پھر سب کچھ واضع ہو جائے گا۔

ہم بہت قیمتی ہیں۔ زیادہ قیمتی اُس وقت ہونگے جب ہم کہیں گے کہ میری نماز، میری قربانی، میری عبادت اور میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے۔ چوبیس گھنٹے والے مسلمان بنو۔ خوشی، غم سب کچھ اللہ کی حدود میں رہ کر ہو۔ پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ تم یہی کہو کہ یا اللہ میں حاظر ہوں۔

تمہارے ہر عمل سے یہی ثابت ہو کہ تم اللہ رب العالمین کے فرمانبردار ہو۔

وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾

اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش ہے بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے (١٦٥)

آدمؑ سے فرمایا گیا تھا تمہیں زمین کا خلیفہ بنا دیا گیا ہے۔ پھر بعض کو بعض پر درجات عطا فرما دیئے۔ اللہ کی حکمت ہے کہ کسی کو کسی پر فضیلت عطا کی۔

یہ کس لئے کہ "۔ اس میں تمہاری آزمائش ہے۔" تو کسی سے حسد نہ کرو۔ اللہ نے جو عطا کیا ہے اُس کی نعمت ہے۔ جو نہیں دیا وہ اُس کی حکمت ہے۔ خاص طور پر یہ بات نوٹ کریں کہ جن کو دیا ہے اُن کی آزمائش ہے۔'۔۔ تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش ہے۔'

اس نے تمہارے درمیان مختلف طبقات بنائے، کوئی غریب ہے، کوئی خوش خو ہے، کوئی بد اخلاق، کوئی خوبصورت ہے، کوئی بدصورت، یہ بھی اس کی حکمت ہے۔

اس سے آزمائش و امتحان ہو جائے، امیر آدمیوں کا شکر، فقیروں کا صبر معلوم ہو جائے۔

مال کا زیادہ ہونا یا اولاد کا ہونا بڑی آزمائش ہے۔ یہ کسی پرچے پر لکھ کر رَکھ لیں۔ نعمت کا ملنا بڑی آزمائش ہے۔ پھر ہمارے اندر عاجزی آئے گی۔ پھر فخر اور غرور نہیں آئے گا۔

اس سورت کی آخری آیت میں اپنے دونوں وصف بیان فرمائے، عذاب کا بھی، ثواب کا بھی، پکڑ کا بھی اور بخشش کا بھی اپنے نافرمانوں پر ناراضگی کا اور اپنے فرمانبرداروں پر رضامندی کا، عموماً قرآن کریم میں یہ دونوں صفتیں ایک ساتھ ہی بیان فرمائی جاتی ہیں۔

سورۃ کا آغاز اللہ کی تعریف سے ہوُا تھا۔ الحمدُللہ اور پھر سورت کا اختتام کہ اللہ غفور اور رحیم ہے۔ اللہ کی رحمت حاصل کرنی ہے تو اللہ کے فرمانبردار بن جائیں۔ اللہ کی تعریف کرتے رہیں۔ حمد و ثنا میں لگے رہیں۔

اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہم نے جو خیر کی باتیں پڑھی ہیں۔ ہمیں اس پر عمل کرنے والا بنا دے۔ آمین